

## عنوان ”روح“ موضوع: ”روح کا جسم“

پوسٹ 11

روح کے بارے میں ایک عقیدہ یہ بھی پھیلا یا گیا ہے۔ سورہ محمد کی آیت نمبر ۶۶ کا ترجمہ و تشریح مودودی صاحب اس طرح فرماتے ہیں:

”پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انھیں لے جائیں گے؟ ۳۷۔  
یہ آیت بھی اُن آیات میں سے ہے جو عذاب برزخ (یعنی عذاب قبر) کی تصریح کرتی ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت کفار و منافقین پر عذاب شروع ہو جاتا ہے۔“ (تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۲۸)

اشاعت التوحید والسنۃ والے بھی اسی عقیدے کے علمبردار ہیں:

”اس آیت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ گنہگاروں پر موت کے بعد ہی سے عذاب شروع ہو جاتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مار ان کے منہ اور پیٹھ پر پڑتی ہے مگر یہ منہ اور پیٹھ وہ نہیں ہے جو بے جان لاش کی صورت میں ہمارے سامنے ہے بلکہ اس آیت میں کافر کی روح کو جانور سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح جانور کو تیز ہنکاتے وقت کبھی آگے (منہ پر) اور کبھی پیچھے (پیٹھ پر) مارتے ہیں، اسی طرح گویا کافر روح کو فرشتے زبردستی مارتے ہوئے اور ہنکاتے ہوئے لے چلیں گے، اور کہیں گے کہ چلو عذاب کا مزہ چکھو۔“

(الاقوال المرضیہ فی الاحوال البرزخیہ صفحہ ۱۱۹، از محمد حسین نیلوی)

مودودی صاحب اور محمد حسین نیلوی صاحب نے سورہ محمد کے حوالے سے جو بات بیان کی ہے وہ سراسر قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ﴾ [محمد: 27]

”پھر کیا ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے۔“

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کی روحوں کو مارتے ہوئے لے جائیں گے بلکہ مارنے کا بیان صرف روح کے قبض کرنے کے وقت تک کا ہے، اس کے بعد کا نہیں۔ مودودی صاحب نے جو اس آیت کا ترجمہ کیا ہے وہ محض ان کے اپنے خود ساختہ عقیدے کی ترجمانی ہے۔ روح کی مادیت کا عقیدہ کتاب اللہ سے ہر گز نہیں ملتا۔ اسی طرح اشاعت التوحید والوں نے جو جانوروں کی مثال گھڑی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اس بات کی

وضاحت بھی یہاں کر دی جائے کہ دیگر مسلک پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ فرشتے روح قبض کرنے کے بعد اس مردہ جسم کے منہ اور پیٹھ پر مارتے ہیں، اور اس سے وہ اسی جسم پر عذاب کا عقیدہ فراہم کرتے ہیں لیکن یہ قرآن کی معنوی تحریف ہے فرشتوں کا مارنا صرف قبض روح کی حد تک ہے۔ روح زندہ کی قبض کی جاتی ہے مردہ کی نہیں۔ عذاب قبر مردوں کیلئے ہے زندہ انسانوں کیلئے نہیں۔

مودودی صاحب مزید فرماتے ہیں:

”بلکہ اس زمانہ میں جسم کے بغیر روح زندہ رہتی ہے، کلام کرتی اور کلام سنتی ہے، جذبات و احساسات رکھتی ہے، خوشی اور غم محسوس کرتی ہے، اور اہل دنیا کے ساتھ بھی اس کی دلچسپیاں باقی رہتی ہیں۔“ (تفہیم القرآن، جلد چہارم، صفحہ ۲۵۵-۲۵۶، ابوالاعلیٰ مودودی)

انکا یہ عقیدہ محض ظن و گمان کی بنیاد پر ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا سے چلی جانے والی اس روح کو ایک نیا برزخی جسم عطا کیا جاتا ہے جیسا کہ ماقبل بیان کردہ احادیث سے ثابت ہے کہ غزوہ احد کے شہداء کی روحیں سبز اڑنے والے جسموں میں ہیں۔ اسی طرح جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا جسم عطا فرمایا گیا کہ وہ فرشتوں کیساتھ اڑتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کو وفات کے بعد جنت میں دودھ پینے والا جسم عطا کیا گیا۔ اسی طرح عمرو بن لُحی کو جہنم میں ایسا جسم دیا گیا کہ جسے عذاب دیا جا رہا تھا اور وہ اپنی آنتیں کھینچ رہا تھا، یہودی عورت کو بھی جہنم میں جسم دیا گیا اور بلی اسے نوچ نوچ کر کھا رہی تھی۔ دنیا میں جھوٹ بولنے والے کو ایسا برزخی جسم دیا گیا کہ اسکے گلپھڑے پھاڑے جارہے تھے، زنا کاروں کو ایک جگہ جمع کر کے انکے جسموں کو جلا جا رہا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مودودی صاحب روح کے بارے میں ایک اور عقیدہ دیتے ہیں:

”دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ زور زور سے اُن ولی اللہ کو پکار کر یہ کہیں۔ اس صورت میں اعتقاد کی خرابی تو لازم نہ آئے گی مگر یہ اندھیرے میں تیر چلانا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ پکار رہے ہوں اور وہ نہ سن رہے ہوں۔ کیونکہ سماع موتی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا سماع تو ممکن ہو، مگر ان کی روح اس وقت وہاں تشریف نہ رکھتی ہو، اور آپ خواہ مخواہ خالی مکان پر آوازیں دے رہے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی روح تشریف فرما تو ہو مگر وہ اپنے رب کی طرف مشغول ہو،...“ (رسائل و مسائل، حصہ سوم، صفحہ ۳۶۵، از سید ابوالاعلیٰ مودودی)

امت میں پھیلا یا گیا یہی ہے وہ عقیدہ جس کی بنیاد پر آج یہ مزار آباد ہیں۔ قبر میں روح لوٹا دی گئی، مردہ زندہ بن گیا، اب یہ سن بھی سکتا ہے، گھومنے پھرنے کیلئے قبر سے باہر بھی جاسکتا ہے، دنیا والوں کے ساتھ اس کی دلچسپیاں بھی ہیں اور اللہ کی عبادت بھی کر رہا ہے تو اب کونسی کسر رہ گئی ہے کہ اس کو زندہ نہ کہا جائے۔

پہلے یہ ماتحت الاسباب سارے کام کرتا تھا، اب یہ مافوق الاسباب بن گیا ہے۔ کسی زندہ کو قبر میں دبا دو، وہ قبر سے نہیں نکل سکتا، لیکن مرنے کے بعد، یہ مردے چاہے قبر میں عبادت کرتے رہیں یا چاہے کہیں گھومنے پھرنے چلے جائیں! پھر کیوں نہ ایسے مردے کو حاجت روا اور مشکل کشا گردانا جائے جو اب ان سب صفات کا حامل ہو گیا! آج جو یہ امت جھکی پڑی ہے ان قبروں پر، اس کی بنیاد یہ روح لوٹائے جانے کا عقیدہ ہی تو ہے

جس نے اس مردے کو زندہ کر دیا۔ ورنہ کون آئے گا سڑگل جانے والی ان ہڈیوں پر جو کتاب اللہ کے مطابق نہ سن سکتے ہوں، نہ دیکھ سکتے ہوں۔ نہ شعور رکھتے ہوں اور نہ کوئی احساس۔ اس لیے کہ شعور و احساس تو زندہ رکھتا ہے۔ روح اس جسم سے نکل جانے کے بعد یہ جسم بے حس ہو جاتا ہے۔ شعور و ادراک سے عاری ہوتا ہے۔

یہ سب خلاف قرآن و احادیث عقائد ہیں، وفات کے بعد روح نہ اس دنیا میں ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی جسم ہوتا ہے بلکہ اس دنیا میں زندگی عطا کرتے وقت اسے جو جسم دیا جاتا ہے وہ اب اس سے چھین لیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اس جسم کی دوبارہ تخلیق کے بعد اسے یہ جسم دوبارہ عطا کیا جائے گا۔ وفات سے لیکر روز قیامت تک اس عالم برزخ میں ایک دوسرا جسم دیا جاتا ہے جس پر عذاب یا راحت کا یہ دور گزرتا ہے۔

ایک طرف یہ عقیدہ ہے تو دوسری طرف ایک بار پھر اہلحدیثوں کی عقیدہ ساز فیکٹریاں ایک نیا عقیدہ دیتی ہیں:

”اس کے بجائے ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ روح کو کوئی نیا جسم نہیں ملتا۔ بلکہ اس کا اپنا بھی جسم ہوتا ہے۔ فرشتے جب کسی مرنے والے کی روح کو نکالتے ہیں تو یہ روح اپنی جسمیت سمیت مادی جسم کے بند بند سے نکلتی ہے۔ پھر فرشتے اسی جسمیت سمیت روح کو کپڑے میں لپیٹ کر آسمانوں کی طرف لے جاتے ہیں اور روح کا یہ جسم مادی جسم میں اسی طرح پھیلا ہوا ہوتا ہے، جیسے کونکہ میں گیس یا زیتون کے درخت میں روغن زیتون۔ روح کا یہ جسم مرحلہ نمبر ۱ میں بھی موجود تھا جب ”الست برکم“ کا سوال جواب ہوا..... غرض ہر مرحلہ پر روح کا جسم اس کے ساتھ رہتا ہے۔ البتہ مرحلہ نمبر ۲ (دنیا) اور نمبر ۳ (قیامت کے بعد کی زندگی) میں اسے ایک اضافی جسم بھی ملتا ہے اور اسی اضافی جسم کی وجہ سے ان ہر دو ادوار کو زندگی کے ادوار سے تعبیر کیا گیا ہے۔“ (روح، عذاب قبر، سماع موتی، صفحہ ۹۲، از عبد الرحمن کیلانی)

ایک اور اہلحدیث عالم قاری خلیل صاحب فرماتے ہیں:

”اگر روح کا جسم ہی نہ ہوتا تو فرشتے کیا نکالتا؟ احادیث میں وارد ہے کہ نیک آدمی کی روح کو ریشمی غلاف میں لپیٹ لیا جاتا ہے،... ان کیلئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، گفتگو کرتی ہیں، جنت و جہنم کے کفنوں میں لپیٹی جاتی ہیں، ان سے خوشبو یا بدبو نکلتی ہے ایک آسمان سے فرشتے دوسرے آسمان تک لے جاتے ہیں۔“ (پہلا زینہ۔ صفحہ ۸۵، از قاری خلیل الرحمن)

اللہ تعالیٰ کا فرمان تو واضح ہے کہ روح کے بارے میں انسان کو بہت کم علم دیا گیا ہے، لیکن اہلحدیث شاید اس فرمان الہی سے مستثنیٰ ہیں۔ جب ایک بات قرآن و حدیث میں بیان ہی نہیں کی گئی تو محض متشابہات کے پیچھے لگے رہنا اور پھر عقل کی بنیاد پر اس سے ایک عقیدہ گھڑ لینا اور اس کی تبلیغ کرنا اہلحدیثوں کا ہی شیوہ ہے مومنوں کا نہیں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ﴾ [آل عمران: 7]

”جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔“

روحوں کو غلاف میں لپیٹ کر لے جانا یا روحوں کی خوشبو و بدبو کی کوئی وضاحت کتاب اللہ میں نہیں ملتی بلکہ یہ تمام معاملات متابہات میں سے ہیں۔ الست بر بکم کے وقت بھی یہ جسم تھا، روح کا اپنا جسم ہوتا ہے اور فرشتے روح نکالتے ہیں تو یہ بند بند سے نکلتی ہے، فرشتے اسے جسمیت سمیت لے جاتے ہیں، اس دنیا اور قیامت کے بعد کی زندگی میں اس روح کو اپنے جسم کے ساتھ ساتھ ایک اور جسم بھی عطا کیا جاتا ہے، یہ سارے عقائد قرآن و حدیث میں کہاں بیان کیے گئے ہیں، ذرا یہ علمائے اہل حدیث اس کی وضاحت تو فرمائیں!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ جس طرح میں بہک گیا ہوں اسی طرح مجھے بھی مہلت دی جائے کہ میں بھی اس انسان کو بہکا سکوں، اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کیلئے یہ مہلت دے دی، اور فرمایا کہ میرے مخلص بندوں پر تیرا بس نہ چل سکے گا، شیطان نے کہا کہ میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا، میرے حکم سے یہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے اور ضرور اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں رد و بدل کریں گے۔ تو جو اللہ کے مخلص بندے ہوتے ہیں ان کے ایمان کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ محکم آیات ہی ہو کرتی ہیں اور ان کے قیاس بھی اسی بنیاد پر ہوا کرتے ہیں نہ کہ شیطان کے بہکاؤں پر!

روح کا جسم صرف اس لئے ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ قرآن و حدیث میں عذاب قبر کا مقام جہنم بیان کیا گیا ہے۔ اب جب بیان ہوا کہ عمرو بن لُحی اپنی آئین کھینچ رہا تھا تو روح کی مادیت کا تو کوئی بھی قائل نہیں اس کا مطلب ہے کہ روح کو ایک نیا جسم عطا کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ علمائے مسلک اس عقیدے کو قبول کر لیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس دنیاوی جسم سے عذاب قبر کا کوئی تعلق نہیں۔ جب جسم سے کوئی تعلق ہی نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس قبر سے بھی کوئی تعلق نہیں، گویا ان کا عقیدہ جھوٹا ہے۔ اب اس سے قبل کہ اس جھوٹ کی پول کھلے انہوں نے امت میں یہ عقیدہ پھیلانا شروع کر دیا کہ جہنم میں ہونے والا وہ عذاب روح کو ہوتا ہے اور وہ جسم روح کا اپنا ہوتا ہے کوئی دوسرا نہیں، اس قبر میں جسم کو الگ عذاب ہوتا ہے۔

گویا ان کے عقیدے کے مطابق ایک انسان کو مرنے کے بعد ”دو“ عذاب ہوتے ہیں۔

نعواذوباللہ من ذلک

قرآن و حدیث صرف ایک عذاب کا عقیدہ دیتی ہے جو مرنے والے کی روح کو ایک دوسرا عارضی جسم دیکر اس کے مجموعے کو جنت یا جہنم (عالم برزخ) میں ہوتا ہے۔ اب ہم ان شاء اللہ ”عالم برزخ“ کے بارے میں ان فرقہ پرستوں کی مغالطہ آرائیوں کا قرآن و حدیث کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

